بسم اللہ الرحمٰن الرحیم☆

ایک دن لاجونتی کے پودے نے عورت سے کہا
میں اتنا شرمیلا ہوں کہ اگر مجھے کوئی
ہاتھ لگائے تو مرجھا جاتا ہوں
عورت نے یہ سنا تو
شرما کر دوہری ہوگئی......!
لاجونتی کا پودا دیکھتا ہی رہ گیا۔!!

حیا اور حجاب

البدر پبلی کیشنز

23-راحت مارکیٹ، اُردو بازار لاہور۔

فون:0333-4173066-042-37245030-37225030

حیا اور حجاب

لَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ☆

(اور ہم نے انسان کو بہت اچھی حالت میں پیدا کیا......)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام بہترین اوصاف کے ساتھ پیدا کیا اور ایک انگریز مفکر کے مطابق پیدا تو اس نے تمام مخلوقات کیں مگر جلوہ نمائی کے لیے انسان کو پیدا کیا۔ جہاں انسان کی تخلیق میں ناک کان آنکھ بطریقِ احسن دیئے ہیں اس میں بہترین صلاحیتیں بھی پیدا کیں۔ دل و دماغ کو خواہشات ،جذبات اور امنگوں کا مرکز بنا دیا۔ جب کوئی کام یا خواہش "غلط رخ" پر پڑنے لگے یا منفی ہونے لگے تو اندر ایک چوکیدار بٹھا دیا جو "کچوکے" لگاتا اور بتاتا ہے کہ یہ کام صحیح نہیں۔ اس چوکیدار کو "ضمیر" کہا جاتا ہے۔ آپ اپنی خواہشات کو جتنا اس ضمیر کے خلاف پروان چڑھائیں گے اسی قدر احسن التقویم کے پیمانے سے نیچے آتے جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ ایک دعا اکثر مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدیٰ وَ التُّقٰی وَالْعفافَ وَالْغِنَاء.

اے اللہ آپ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاکیزگی اور رغنا کا سوال کرتا ہوں۔

ان سب مطلوب صفات کا تعلق "حیا" سے ہے۔ اگر حیا نہیں ہے تو ان میں سے ہر وصف بے کار ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے۔

الحیاء لایَاتِیْ اِلاّ بالخیر

حیا سوائے بھلائی کے کچھ نہیں لاتی

امام نووی کے مطابق حیا ایک وصف ہے جو انسان کو برائی یا برے کام چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے اور اھل حق کو حق کی ادائیگی میں کوتاہی سے بچاتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے انسان کی تخلیق کے وقت جن صفات سے متصف کیا تھا ان میں ایک خوبی 'حیا' ہے۔شرعی نقطہ نظر سے حیا اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان برائی اور گناہوں سے بچتا ہے۔آپ ؐ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا: **الحیاء من الایمان**............ یعنی دونوں کو لازم و ملازم کر دیا۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم کھانے پکانے کی تراکیب، کپڑوں کی ڈیزائننگ سے لے کر ہر چیز میں تحقیق کے دریا بنا دیتے ہیں لیکن اسلامی اقدار اور عنوانات کے متعلق حد درجہ ''قناعت پسند ہو جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے جب یہ ذکر ہو کہ فلاں شخص بہت حیا دار ہے تو اس کا دوسرا مطلب خود بخود یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بہت پردہ دار ہے۔حالانکہ حیا صرف ''احساس'' کا نام ہے اگر کوئی حرام کماتا ہے تو وہ بھی بے حیا شخص ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری کا احساس ختم کر دیا۔اسلام مذہب کی تمام تر تعلیمات اسی وصف کے اردگرد گھومتی ہیں اور یہ حیا کے دائرہ کار کو دماغ میں آنے والی سوچوں، دل میں پیدا ہونے والی امنگوں، پیٹ میں جانے والے لقمے تک لے جاتا ہے......!!اسی لیے قرآن کی وہ سورت جس کے احکامات کو اللہ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی طرح لازمی قرار دیا ہے اس میں وہ سارے چور دروازے بند کر دیئے گئے ہیں جو بے حیائی کی طرف جاتے ہیں۔حدیث کا مفہوم یہ ہے:

''اللہ تعالٰی سے حیا یہ ہے کہ انسان اپنے سر کو اور ان تمام قوتوں کو جو سر میں ہیں حفاظت سے رکھے اور پیٹ کو اور ان تمام اعضاء، کو جو پیٹ سے وابستہ ہیں اللہ کی نافرمانیوں سے بچا کر رکھے......''

ہمارے مورخوں نے ہم پر ایک اور ستم کیا کہ جس طرح اسلام کو ''دین محمدؐ'' قرار دیا (حالانکہ یہ ہر نبی کا دین ہے......) اس طرح حیا ہو یا حجاب اس کو صرف اسلام اور مسلمانوں سے وابستہ کر دیا۔حالانکہ حیا اور پاکیزگی آغاز انسانیت سے پسندیدہ ہے۔تمام مذاہب میں اس کی کسی نہ کسی طور جھلک نظر آتی ہے۔عیسائیت میں مریم کو ''مریم مقدس''

قرار دینا ہندوازم میں رامائن کا مطالعہ کریں جب سیتا کو رام چندر جی سے جدا کر کے لے چلے تو وہ (بے پردگی کی وجہ سے) شرم سے دوہری ہوئی جاتی ہے۔

سیتا کا دیور لکشمن ان کے ساتھ جنگل میں رہتا ہے لیکن ان کے چہرہ کو (گھونگٹ کی وجہ سے) نہ دیکھ سکتا تھا۔

انسانوں سے ہٹ کے اللہ رب العزت نے تمام مخلوقات میں اس کا چھینٹا ڈالا ہے۔ پھلوں کو دیکھئے خدا نے اسی قدر حفاظت کا بندوبست ہے۔ انگور کے جوس کے لیے پتلا چھلکا کافی سمجھا گیا لیکن ہمیشہ استعمال ہونے والے بادام اور اخروٹ کے لیے حفاظت کا طریقہ کار یکسر بدل دیا۔ موٹی کھال میں محفوظ رکھا گیا۔ اسی طرح ہر جانور کی شرمگاہ کو بالوں اور دم سے ڈھانپ کر بھیجا گیا۔ پرندوں کے پر ان کے لیے ستر اور حجاب کا کام دیتے ہیں۔ وہ انسان جسے اشرف المخلوقات کا تاج پہنایا اسے اس حیا اور عصمت کی حفاظت کے لیے ہر سطح پر بندوبست کیا۔

آنکھیں حیا سے ہٹ کر دیکھنے نہ پائیں، کھٹ سے پردے گرا لو۔ زبان بے حیائی کی بات نہ کہنے پائے بتیس دانتوں اور دو چوکیداروں کے کٹہرے میں بند رکھو۔

حلقہ خواتین جماعت اسلامی کا انتہائی معتبر نام بیگم عبدالغنی اپنے پمفلٹ میں تحریر کرتی ہیں کہ عورت کے پردے کی یا حجاب کی ضرورت قانون قدرت ہے۔ اور انسان کے جسم کی ساخت اس کا بہترین مظہر ہے۔ انسانی جسم میں ٹانگیں اور بازو نسبتاً توانا اور مضبوط اعضا شمار ہوتے ہیں ان کے لیے قادر مطلق نے محض گوشت اور ہڈیوں پر کھال چڑھانا کافی سمجھا جبکہ ان کی نسبت دل نازک عضو ہے اس کے لیے پسلیوں کا پنجرہ بنایا پھر اس پنجرے کو گوشت پوست میں ملفوف کر کے کھال میں لپیٹا...... انسانی جسم کا ایک عضو اس سے بھی قیمتی، نازک اور حساس شمار ہوتا ہے۔ اس کی حفاظت کا اتنا ہی زیادہ بندوبست کیا گیا۔ وہ ہے دماغ۔ مغز۔ پہلے اسے ایک پوٹلی میں اکٹھا کیا پھر جھلی میں لپیٹا اس کے بعد لکڑی جیسے صندوق میں بند کیا پھر اس پر گوشت چڑھایا۔ گوشت کے بعد اس کے اردگرد کھال لپیٹی اور

کھال پر بھی لمبے بال اُگا دیئے...... سبحان اللہ۔

یہی مثال عورت کی ہے جسے صنف نازک سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ مرد کا میدان باہر کی دنیا ہے اسے **قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** ...... کا حفاظتی ہتھیار پکڑا دیا۔ چونکہ وہ قوام ہے اس کے لیے غض بصر کافی ہے عورت صف نازک ہے جلد پھسل جاتی ہے اس لیے اس کو لباس کے اوپر بھی **جلابیبھن**..... **بخمرھن** تعویز دے دیا۔

(اس بات پر صنف نازک کو غور کرنے کی ضرورت ہے قرآن مجید میں ہر نیکی میں عورت کا ذکر مرد کے ساتھ بھی کیا ہے لیکن برائیوں میں زنا میں عورت کا پہلے ذکر ہے **الـزانیۃ والـزانـی** .... چوری میں مرد کا پہلے ذکر ہے **والســارق والسارقۃ**...........)

عورت خواہ کتنا بھی پڑھ لکھ جائے۔ کمائی کے میدان میں کتنا ہی آگے کیوں نہ نکل جائے شیطان کے تیر اس کے ہمراہ رہتے ہیں کہیں نظر کے ذریعے سے کہیں آواز کے ذریعہ سے۔ اسی کا سدباب کرتے ہوئے اسلام نے عورت کے لیے پردہ لازم قرار دیا۔ چونکہ ہم نے اپنی عقل استعمال کرنے کا کام چھوڑا ہوا ہے اور مغرب زدہ طبقہ کی پیروی میں میڈیائی و جالی پیرو کاروں کے نظریات کو بخوشی اپناتے ہیں اس لیے پردہ کو دقیانوس اور جہالت قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن کو الہامی کتب ماننے والے اگر اس کی تعلیمات پر بھی ذرہ بھر ایمان رکھتے ہوں تو ان کو بخوبی علم ہونا چاہیے کہ اسلام بے پردگی اور بے حیائی کو جہالت قرار دیتا ہے۔ بات صرف concept کو سمجھنے کی ہوتی ہے اگر ہم اصطلاحات کو قرآن کے آئینے میں استعمال کرنا شروع کردیں تو سب بے پردہ اور دنیا کی رنگ رلیوں میں مگن 'جاہل' سمجھی جاتیں بجائے اس کے کہ وہ باپردہ خواتین، داڑھی اور اونچے ٹخنوں والی شلوار پہننے والوں کو دقیانوسی قرار دیں ہمیں یہ الفاظ ان کے لیے استعمال کرنا چاہیں۔ آج سے جو لوگ خدا فراموش ہیں ان پر ترس کھانا چاہیئے اور خدا خود بھی تو انھیں "**لایعلمون**" قرار دیتا ہے۔ اس تناظر میں آنکھوں میں ڈال کر بات کرنا، منہ پھٹ ہونا (ہم نے اس کو

(Straight Forward کا خوب صورت لبادہ پہنادیا ہے۔

بے پردہ یا بن سنور کر باہر نکلنا محرم نامحرم کی تمیز نہ کرنا سب بے حیائی کے کام ہیں یاد رکھیے حیا سے بے حیائی کا سفر یک لخت طے نہیں ہوتا پہلے گاؤن برقعہ سکارف میں چادر پھر دوپٹے اور بعدازاں ننگے سر ہونے کی نوبت آتی ہے۔ ماضی میں جھانک کر دیکھئے تو کچھ مناظر اب بھی ذہن سے چپکے ہوتے ہیں۔ اگر اس وقت کوئی لڑکی ماڈرن بننے کے چکروں میں بے پردہ ہوتی تھی تو شادی کے وقت اسے چادر اوڑھا کر رخصت کیا جاتا تھا اور بغیر چادر بغیر برقعہ کے رخصت کرنا بُرا شگون سمجھا جاتا تھا۔ بزرگوں کا خیال تھا کہ دلہن پر غیر کی پڑنے والی نظر نحوست کی ہوتی ہے لہٰذا پہلی نظر شوہر کی پڑنی چاہیے......!!! آج صورت حال اس حد تک اذیت ناک ہے کہ وہ لڑکی جو پہلے چادر یا گاؤن پہنتی ہو شادی کے وقت اسے ویسے ہی رخصت کر دیا جاتا ہے......!!! اچھے بھلے دیندار گھرانوں میں فوٹو سیشن مووی کے نام پر پھر ہوسناک نظر اس کے بنے سنورے وجود پر پڑتی ہے۔!!! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذرا سوچیے یہ نوبت کیوں آئی؟ بے پردگی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ''فحاشی'' قرار دیا ہے۔ مسلمان دیندار گھرانوں کی بچیاں وہ احساس کمتری کا شکار ہوگئی ہیں۔ انہوں نے ماڈرن ازم (قرآن سب سے جدید علوم کا منبع ہے) کو دقیانوسی اور دقیانوسیت کو ماڈریٹ قرار دے دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ بے پردگی کو ترقی اور عریانی کو فیشن کا نام دے دیا ہے۔ وہ لباس جو آدمؑ اور حوا کے پہلے گناہ کے نتیجے میں از خود اتر گیا تھا وہ عورت نے خود ہی اتار پھینکا۔ مرد و زن کا مخلوط ہونا گناہ تھا اسے مساوات قرار دے دیا گیا ہے۔ ناچ گانے فلموں ڈراموں کو تفریح کا لیبل لگا کر جائز قرار دے دیا ہے۔ وہ تصاویر جو گھوڑے گدھے کی بھی ہوں تو رحمت کے فرشتوں کا داخلہ بند کر دیتی ہیں، ان تصاویر کو خواہ مجسموں کی شکل میں ہوں یا کسی میگزین کے ٹائٹل پر سجی عورت کی شکل میں آرٹ کا انتہائی خوب صورت نام دے دیا گیا ہے۔

ایک بات یاد رکھنے کی اور بھی ہے کہ کوئی قوم بھی اس وقت تک ارزل اور پستی کی

انتہاء تک نہیں جا سکتی جب تک اس کی عورت کو بے پردہ (بے حیا) کر کے گھر سے نکالا نہیں جاتا۔ یہی ایک بنیادی نکتہ ہے جس پر تمام دشمنان اسلام متحد ہو کر کام کر رہے ہیں بیجنگ پلس فائیو ہو یا قاہرہ کانفرنس سب کا ایجنڈہ عورت کو بے پردہ کر کے گھر سے نکالنا ہے اور اسلامی تعلیمات احادیث مبارکہ میں یہ بات طے شدہ ہے کہ شیطان جو کچھ اس دنیا میں کروا سکتا ہے وہ عورت کے ذریعہ سے ہی کروا سکتا ہے۔ ویسے تو ہر گناہ ہی گندگی ہے لیکن قرآن زنا اور بے پردگی کو بڑا گناہ (فحش) قرار دیتا ہے۔ عورت کا جتنا خیال قرآن میں رکھا گیا ہے اتنا دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں۔ عورت کی عزت کی حفاظت کے لیے وہ اسے آواز، چال، ناز انداز، لباس، ہر ایک میں احتیاطی تدابیر بتاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آپؐ نے منع فرمایا کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان چلے ایک مرتبہ آپؐ نے مرد اور عورتوں کو خلط ملط ہوتے دیکھا تو عورتوں کو حکم دیا کہ پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں بیچ راستے چلنے کا حکم نہیں تمہیں راستے کے کنارے کنارے چلنا چاہیے۔

ایمانداری سے جواب دیں جو دین غیر مرد سے لوچدار آواز میں گفتگو سے منع کرتا ہے، حیا اور وقار کے ساتھ چلنے کا کہتا ہے چادر اوڑھ کر گھر سے نکلنے کا حکم دیتا ہے کیا وہ عورت کو ننگے منہ سڑکوں پر چلتا دیکھ سکتا ہے؟؟

نفس کا سب سے بڑا اور برا چور "بے باک نگاہ" ہے۔ قرآن جنتی عورتوں کی خوبیوں میں لمبا قد، گورا رنگ نہیں اس کی خوبی قاصرت الطرف، جھکی نگاہ والی قرار دیتا ہے......!! یہ جھکی نگاہ، پہاڑوں سے زیادہ ایمانی طاقت رکھتی ہے اور جب یہ "اٹھ جائے" بے باک ہو جائے تو زوال مقدر میں لکھ دیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ صحابہ نے دشمن کا کوئی علاقہ فتح کیا۔ چابیاں لینے کے لیے جب امیر لشکر نے شہر کے امیر کے پاس جانا تھا اس سے پہلے شہر بھر کے لوگوں نے سوچا وہ کون سی تدبیر ہو کہ چابیاں نہ دینا پڑیں اور شہر ہمارے پاس رہے۔ ایک پادری نے مشورہ دیا کہ امیر لشکر جب اپنی فوج کے ہمراہ چابیاں لینے آئے تو شہر کی خوبصورت لڑکیوں کو عریاں کر کے بنا

سنوار کے کھڑا کر دو۔ مسلمان فوج ان کو دیکھنے میں مگن ہوں گے تو تم لوگ ان پر حملہ کر دینا......!

ایسے ہی کیا گیا جب امیر لشکر (سپریم کمانڈر) فوج کی قیادت کرتے ہوئے آئے اور لڑکیوں کو عریاں حالت میں ایمان پر ڈاکہ مارنے کی کیفیت میں دیکھا تو لشکر کی طرف منہ کر کے یہ آیت پڑھی

قل للمومنین یغضضن من ابصارھن......

(مومنوں سے کہہ دیجئے کہ نظریں جھکا کر رکھیں)

پورا لشکر نظریں جھکائے گزر گیا۔ یہ دیکھ کے شہر کے پادری نے کہا کہ جس قوم کو عورت شکست نہیں دے سکتی اسے دنیا کی کوئی چیز نہیں شکست دے سکتی۔

آج مسلمان اس عورت کی وجہ سے ہر جگہ پر فتنہ کا شکار ہے۔ چوراہوں پر ننگے سائن بورڈ اور پینا فلیکس پر ننگی ننگی عورت، غارت گر ایمان، آفس میں سکرٹری کا عہدہ سنبھالے ناز برداریاں کرتی، بازاروں میں سیلز گرل کے نام پر، جہازوں اور حد یہ ہے کہ اب لوکل بسوں میں بھی ہوسٹس کے نام پر مسکراہٹیں بکھیرتی عورت!!

آہ!! حضرت کے اعصاب پر یہ عورت سوار تھی اور جسم کا راستہ دکھا کر رہی اب یہ مسلمانوں کے اعصاب پر مسلط ہو گئی ہے۔ خودرو کھمبیوں کی طرح یہ بے پردہ اور ننگے منہ والی عورت چاروں طرف سے نمودار ہو گئی ہے۔ وہ یہ بات دنیا کی چکا چوند میں بھول گئی ہے کہ بے پردہ عورت عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے۔ روز حشر ٹنڈ منڈ درخت کی طرح ہو گی۔

ام خلاد ایک صحابیہ تھیں ان کے صاحبزادے نبی اکرم ﷺ کے ہمرکاب تھے ایک یہودن کا پتھر لڑھکانے سے وہ شہید ہو گئے جب وہ بیٹے کی شہادت کی تفصیل آپؐ سے پوچھنے آئیں تو انہوں نے نقاب کیا ہوا تھا کسی نے حیرانی سے پوچھا کہ صدمے کی اس حالت میں بھی آپ نے چہرے کو ڈھکا ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا۔

”میں نے بیٹا کھویا ہے حیا تو نہیں کھوئی......“

وہ دین زندہ عورت کے پردہ کے لیے کتنا ''حساس ہو جو مردہ عورت کے کفن میں دو کپڑے مرد کے کفن سے زائد رکھتا ہے۔ (کفن اور سر کا سکارف)

یہاں پردہ ناقدین کیا کہیں گے جو ''پردہ تو دل'' کا ہوتا ہے کہہ کر دلوں پر پردہ ڈال لیتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ آپؐ کے وصال کے بعد حجرہ مبارک میں ان کے مدفن کے سرھانے تلاوت میں مصروف رہتی تھی پھر ان کے والد کو وہاں دفن کیا جاتا ہے تو بھی اسی طرح مصروف .... لیکن جب حضرت عمر فاروقؓ کو وہاں دفن کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ نامحرم ہیں لہٰذا پردہ کے ساتھ اور دھیمی آواز میں تلاوت کرتی ہیں......!!!

کیا اس سے بڑھ کر کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟

اس کے بعد اس سلسلہ میں ایک اور منظر دیکھیے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا، مرض الموت میں موت کی خبر کو نہ پھیلانے جلدی دفنانے اور رات کے وقت جنازہ کی وصیت دھیمی آواز میں کن الفاظ میں کر رہی ہیں۔

''میری چارپائی کے سرہانی اور پائنتی پر درخت کی ہری شاخ سے کمان کی شکل بنا کر اس کے اوپر سے چادر ڈال لیں تا کہ جسم کی ساخت نمایاں نہ ہو۔''

پھر یہی سیدہ فاطمۃ الزہراء ہیں کہ ان کے شوہر حضرت علی مرتضیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے سوال کیا کہ عورت کی کون سی چیز اس کے لیے سب سے بہتر ہے! صحابہ کرام چپ رہے...... حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں بھی خاموش رہا گھر آ کر میں نے یہی سوال فاطمہؓ سے کیا کہ آج نبی اکرمؐ نے سوال کیا تھا کہ عورت کی کون سی چیز اس کے لیے بہتر ہے تو انہوں نے جواب دیا۔

لا یَرَیْنَ الرجال ولا یَرَوْنَـــــھُنَّ

(نہ وہ غیر محرم کو دیکھے نہ غیر محرم اسے دیکھیں)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے یہ جواب آپ ﷺ کو سنایا تو آپؐ نے مسکرا کر کہا، فاطمہ نے بتایا ہے۔

صدقت انہا بضعة منی

(اس نے سچ کہا ہے وہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)

میری پیاری بہنو! آج کونسی چیز ہے جو غیر محرموں کے سامنے ننگے منہ کھڑا ہونے میں مانع نہیں؟ فکر آخرت کا نہ ہونا خدا سے بے خوفی یا تربیت کی کمی......؟؟

ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے اپنی کتاب دو قرآن میں بہت خوبصورت تمثلیں بیان کی ہیں ایک جگہ کہتے ہیں ''شہد کی مکھی جس جسم میں ڈنک چبھو دیتی ہے تو ڈنک اندر ہی رہ جاتا ہے مکھی اڑ جاتی ہے اور بعد ازاں مر جاتی ہے کیونکہ یہ اس کا ہتھیار تھا اس کا آلہ حفاظت تھا اب وہ اس سے محروم ہو چکی ہے تو قدرت کے اٹل قوانین کے مطابق جو اقوام اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتیں انہیں بھی زندہ رہنے کا حق نہیں۔ وہ ہلاک ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے تجزیہ کے مطابق کا ہتھیار غیرت اور عورت کا ہتھیار ''حیا ہے جب یہ چھن جائیں تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

اس فقرہ کی روشنی میں آئندہ سے شادی بیاہ کے موقع پر بننے والی تصویر کا جائزہ لیا کریں۔ مرد تھری پیس سوٹ میں ملبوس، گلا ٹائی سے چھپایا ہوا۔ ایک انگلی بھر جگہ بھی ''بے پردہ'' نہیں۔

نور علی نور چہرہ شرعی نور سے منور۔ ساتھ میں بیگم صاحبہ ننگے بازو۔ کھلا گلا۔ تنگ لباس۔ استغفر اللہ۔ ان تصاویر میں مرد کی غیرت اور عورت کی حیا کا جنازہ بخوبی اٹھتا دیکھا جا سکتا ہے!!

یہ صرف اور صرف عقل کا فتور ہے وگرنہ جسے یہ ''روشن خیالی کہتے ہیں حقیقتاً یہی تاریک نظری ہے۔ میرے دین کو صرف جائے نماز اور مساجد تک محدود کر کے یہ گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ یہ تو ہندوؤں کے ''پرانوں'' (مذہبی کتاب) میں بھی صدیوں پہلے بتا دیا گیا تھا۔

''آخری زمانے میں عورتیں بگڑ جائیں گی بے پردہ ہو کر دونوں ہاتھوں سے بال سنبھالیں گی۔''

یہ بات ذہن میں رکھئے، دولت کے چند ہاتھوں ارتکاز سے معاشرہ مفلوج ہوتا ہے اور عورت کے بے پردہ باہر نکلنے سے معاشرہ اور آنے والی نسلیں مفلوج ہو جاتی ہیں۔ عورت ہر سوسائٹی کی بنیاد ہے جب وہ بگڑ جائے تو سارا معاشرہ بگڑ جاتا ہے درخت میں کیڑا لگ جائے تو اس کا پھل کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟

اس سے بچنے کے لیے کیا ترکیب ہو اس سے پہلے یہ احادیث پڑھیے۔

''میرے بعد تمام فتنوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ مردوں کے لیے عورتوں کا فتنہ ہے۔''

''عورت پوری کی پوری ستر ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا رہتا ہے تا آنکہ اسے اپنا آلہ کار بنا لے اور اللہ کی رحمت سے وہ قریب ترین اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے کسی گوشے میں ہو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگوں نے اپنے سابقہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو چیز پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تم حیا سے محروم ہو جاؤ گے تو کسی بھی برا کام کرنے میں عار محسوس نہ کرو گے۔''

مندرجہ بالا ان تینوں احادیث سے آپ کو علم ہو گیا ہو گا کہ یہ پردگی اور بے حیائی کے اس طوفان میں جب آپ ٹی وی کی سکرین پر ایک خبر دیکھنا یا سننا چاہیں تو دس بے پردہ عورتوں کو دیکھنے بعد سن پائیں گے، وجہ کیا ہے؟ بے حیائی کو فیشن سمجھ لیا گیا ہے، ترقی کا راستہ تصور کر لیا گیا ہے۔

عورت ہمیشہ سے عزت کے قابل سمجھی جاتی رہی تھی اب اس عزت کو ''ننگے منہ'' سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے نزدیک گلشن کا کاروبار ہی صرف اور صرف ننگے منہ اور پردگی کی وجہ سے چل رہا ہے۔ عورت اگر گھر سے نکلتے ہوئے ان تمام حدود و قیود

کا خیال رکھے جو قرآن میں موجود ہیں تو یہ پارلر کیسے چلیں؟ ہار سنگھار کسے دکھائیں؟ ٹی وی ڈراموں میں کیا پیش کریں؟ سائن بورڈز، پینا فلیکس پر کیا پینٹ کریں؟ اشتہارات کیسے چلیں؟ (پرس کن کے چھینے جائیں؟ بے آبرو کسے کہا جائے؟)

ہمارا دشمن مرد کی داڑھی سے اتنا خوف زدہ نہیں ہوگا جتنا عورت کے سکارف اور حجاب سے۔ عورت کو اگر سکارف اور حجاب کا پابند کر دیا گیا تو بازار کی اسی فیصد پروڈکشن بنا بند ہو جائیں۔ اس لیے دانشور چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ اگر مادر زاد برہنہ ہو کر پھرنے پر پابندی نہیں اسے انسان کا "بنیادی حق" سمجھا جاتا ہے تو منہ ڈھانپ کر گھر سے نکلنے پر آسمان کیوں سر پر اٹھا لیا جاتا ہے؟ انتقام کی لہر ایک معصوم عورت (مروہ الشربینی) کو گولیوں سے بھون دیتی ہے۔ ہمارا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب ان کے لیے قابل قبول ہے۔ اگر قبول نہیں تو عورت کا سکارف اور مرد کی داڑھی!!

آخر کیوں؟ ذرا سا غور کریں تو جواب سمجھ میں آ جائے گا اور وہ یہ کہ نماز، روزہ، حج محض تربیت ہیں۔ عملی قسم انھی "دو" سے اٹھایا جاتا ہے۔ "یہ اندر" کی تبدیلی اور "من" کے "مسلمان ہونے کا علی الاعلان اظہار ہے۔ اس لیے ڈراموں اور فلموں کا جائزہ لیں تو مذاق کا سب سے زیادہ نشانہ یہی دو "سنتیں" بنتی ہیں۔ ان کے لیے یہ محض "چند بال" یا "کپڑے کا ٹکڑا"، نہیں مطیع ہونے کی نشانی ہے۔ آج جو چہرہ ڈھانپ کر مطیعہ بنتی ہے کل کلاں وہ قاسم، طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی جیسے مجاہدوں کو جنم دے سکتی ہے۔ عورت اور وہ با پردہ۔ اس کا کیا بھروسہ؟ اس لیے حفظ ماتقدم کے طور پر اس بنیاد پر ہی واویلا مچانے کا کام شروع کر دیا جو عورت کو جنت تک لے جا سکتا ہو۔

ذرا جائزہ لیں۔ پوری دنیا میں میک اپ انڈسٹری (میک اپ کا سامان، بیوٹی پارلرز) کے نام پر ٹریلنز ڈالرز کا خرچہ ہوتا ہے۔ بے پردہ عورت کے ناز و انداز کے لیے ملینز ڈالرز سے بوتیک، جیولری، ہار سنگھار کے کاروبار چل رہے ہیں۔ یہ سب کاروبار تو منہ ڈھکتے ہی ٹھپ ہو جائیں گے!!

آپریشن یا سرجری کے دوران کراس انفیکشن (Cross Infection) سے بچنے کے لیے سرجنز کولازماً منہ ڈھانپنا ہوتا ہے خواہ وہ عورت ہو یا مرد۔ مسلم ہو یا غیر مسلم لیکن عورت کے لیے اللہ مردوں کو بدنظری سے زیادہ انفیکشن کسی کو نہیں قرار دیتا۔

اگر آپ ماضی قریب میں مسلمان ہونے والی نومسلم خواتین کے حالات زندگی پڑھیں تو آپ پر حیرت انگیز انکشاف ہوگا کہ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے نقاب اوڑھنے میں ذرا بھر تاخیر نہ کی۔!

کیوں؟ محض اس لیے کہ جس شرح صدر سے وہ مسلمان ہوئی ہیں وہ اسے بھی اپنے رب کی طرف سے حکم سمجھتے ہوئے تعمیل کرتی ہیں جو ان کے مالک و خالق نے ان کی سہولت کے لیے دیا ہو!!

ایوان ریڈلے برطانوی نومسلم صحافی نے قبول اسلام کے بعد اپنے آرٹیکل میں نقاب سے محبت کے بارے میں یوں لکھا تھا۔

"مغربی سیاستدان اور صحافی حضرات اسلام میں عورتوں پر ظلم وستم کے بارے میں لکھنے کو بہت پسند کرتے ہیں پردے کے اندر موجود خواتین سے حقیقت حال دریافت کیے بغیر اس بات کا انہیں اندازہ ہی نہیں کہ مسلمان خواتین کو اسلامی سانچے کے اندر کتنی حفاظت اور عزت ملی جس کی تعمیر چودہ سو سال سے قبل ہوئی۔

پہلے میں برقعہ میں ملبوس خواتین کو خاموش اور مجبور مخلوق سمجھتی تھی لیکن اب ہنر مند انتہائی قابل اور مضبوط خواتین سمجھتی ہوں جن کا آپس میں بہنوں کی طرح رشتہ دیکھ کر مغربی تحریک نسواں کی خواتین بھی شرما جائیں۔"

اس کے بعد ایوان ریڈلے اپنی ذاتی زندگی کے انقلاب کے بارے میں لکھتی ہیں:

"میرے نظریات اس وقت تبدیل ہوئے جب میں نے طالبان سے رہائی کے بعد قرآن کا مطالعہ کیا۔ اور میں اپنے قابضوں (طالبان) پر فریفتہ نہیں ہوئی تھی اپنی قید کے دوران کبھی ان پر تھوکتی کبھی انہیں گالیاں دیتی کبھی ان پر لعنتیں بھیجتی اور کبھی ان کے بیجھے

ہوئے کھانے کا انکار کر کے بھوک ہڑتال کر دیتی۔ میں نے ان کا ناک میں دم کیا ہوا تھا اور مجھے نہیں علم کہ میری رہائی پر میں زیادہ خوش تھی یا وہ لوگ !!

میں یہ سمجھ رہی تھی کہ قرآن پڑھنا ذہنی مشقت ہوگی لیکن میں یہ دریافت کر کے حیران رہ گئی کہ قرآن واضح طور پر روحانیت تعلیم اور تربیت میں خواتین کو مردوں کے مساوی قرار دیتا ہے۔عورت کی بچہ جننے (Delivery) اور بچوں کی پرورش کرنے کی صفت کو قرآن میں نہایت قدر سے بیان کیا گیا ہے۔ مسلمان خاتون کے لیے گھر مسکن بنا (House wife) فخر کی بات ہے۔

پھر میں نے اسلام میں قانون وراثت، ٹیکس، جائیداد کی ملکیت اور طلاق کے قوانین کا مطالعہ کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اتنے ترقی یافتہ ہیں (advanced) کہ غالباً ھالی وڈ کے وکلا بھی یہیں سے جذبہ حاصل کرتے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ مسلمان عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ستر کو ڈھانکنے والا لباس پہنے لیکن اس کے علاوہ بھی مسلمان خواتین کو بہت سے مسائل درپیش ہیں بس آج ہر کسی کو عورت کا مسئلہ نظر آتا ہے تو اس کے حجاب کا۔

دیکھو، یہ لباس میرا بزنس سوٹ ہے یہ لباس اعلان کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اس لیے میں اُمید کرتی ہوں میرے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا جائے گا۔" (پردہ مسلمان خواتین کا انتخاب از ڈاکٹر مشتاق گوھر)

اسی کتاب میں مسلمان خوتین کے سیاہ گاؤن کو غلاف کعبہ سے نسبت دے کر تقدس و احترام پیدا کیا گیا ہے۔غلاف کعبہ کا سیاہ رنگ اور خواتین کا سیاہ گاؤن۔یہ ایسی حقیقت ہے کہ جو غیر مسلم مفکرین کی نظروں سے بھی اوجھل نہ ہو سکی۔ایک غیر مسلم فرٹز مائر (Frtiz Meir) نے اپنے شاگردوں سے کہا۔

کعبۃ اللہ درصل قدیم ترین دور کی علامت ہے اور کسوئی (کالا برقعہ) جو کعبہ ہر وقت اوڑھے رہتا ہے درصل ایک نقاب ہے اور نقاب کو اٹھا کر ہی اس کے اسرار و بھید کو پایا جا

سکتا ہے۔یہ سیاہ رنگ ایک مذہبی عالم کے لیے ایک طرح کی پراسراریت ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے۔

ان مثالوں اور ''سورۃ احزاب'' سورۃ النور کے مطالعہ کے بعد سب سے پہلے اپنے پردہ کا جائزہ لیں۔شروع میں بھی یہ بات تحریر کی تھی کہ بے پردگی ایک دم نہیں آتی۔ ابلیس نے بھی جنت میں آتے ہی لباس نہیں اتروا دیئے تھے۔آہستہ آہستہ۔آج اس آہستہ کا مطلب وقت اور زمانے کے ساتھ ساتھ ہے۔اپنے گھر اور اپنے اردگرد کے دینی گھرانوں پر نظر ڈالیں۔عین ممکن ہے۔جیسے چالیس سال پہلے آپ کے اور ان گھرانوں میں بزرگ خواتین باآواز بلند تلاوت کرتی تھیں آج بھی ہوتی ہو۔

یہ بھی ممکن ہے......نمازوں اور بالخصوص اقامت صلوٰۃ کا اہتمام جتنا اس دور میں کیا جاتا تھا اب بھی کیا جاتا ہو......نماز پڑھنے کی تاکید تلقین اسی طرح ہوتی ہو۔نہ پڑھنے پر گرفت اور پڑھنے پر انعام اسی طرح ملتا ہو۔

یہ بھی ہوسکتا ہے روزے رکھنے، افطاری کروانے، شب بیداریوں کا ویسا ہی بندوبست ہوتا ہو جیسا اس دور میں ہوتا تھا......یہ بھی ضرور ہوتا ہوگا حج کے نام پر آنکھیں اسی دور کے بزرگوں کی طرح بھیگ جائیں، حج کے ذکر پر دل بے قابو ہو جائے۔لیکن یہ نہیں ہوتا ہوگا۔

بالیقین نہیں ہوتا ہوگا کہ جیسے باپردہ ہوکر باوقار انداز میں سمٹی سمٹائی راستے کے ایک طرف ہوکر گزرتی تھیں آج کی خواتین اسی طرح ''باپردہ'' نکلتی ہوں!!

وہ سیاہ برقعہ جس میں آنکھوں کی جگہ پر سوراخوں والی کڑھائی ہوتی تھی ضروری ہوگئے۔برقعہ کی جگہ پر گاؤن آگئے۔حد درجہ مذہبی لوگ گاؤن پہنتے ہیں۔گاؤن کلرفل سا، ڈیسنٹ اور سکارف موتی تاروں سے چمکتا۔سرراہ چلتے کو دعوت نظارہ دینے والا۔

کہیں شادہ بیاہ پر جانا ہو یا محلے میں تو اس کی بھی نوبت نہیں آتی۔بس دوپٹے سے کچھ ہی بڑی چادر کڑھائی، تلے تارے سے سجی اوڑھ لی جاتی ہے۔ایسے انداز سے اوڑھی

جاتی ہے کہ پر کشش لگے۔ چادر چھینی سی۔

ہم یہ بھلا ہی بیٹھے کہ تبدیلی "اپنی ذات" سے شروع ہوتی ہے یوم حجاب کا مقصد بھی تب پورا ہوگا جب اس چادر چھینی سے کنارہ کش ہو کر دوبارہ فرمان الٰہی کی تعمیل میں باپردہ برقعہ کی جانب آجائیں......!!

☆ حتی الامکان کوشش کریں گاؤن اور سکارف ایک ہی رنگ کا ہو۔

☆ بچیوں کو اوائل عمری ہی میں گھر سے نکلتے ہوئے سکارف کا عادی بنائیں۔

☆ یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ حجاب سے مراد وہ پردہ ہے جو عورت کو محفوظ بنائے...... سادہ، باوقار...... ہاں شادی بیاہ کے فنکشنز میں اگر گاؤن اتارنے کا بندوبست نہ ہو اور بے پردگی کا خطرہ ہو تو اس مقصد کے لیے گاؤن اس مناسبت سے سلوا سکتے ہیں۔

☆ پردہ کا جتنا بھی اہتمام ہو اس وقت تک وہ بیکار ہے جب تک نگاہ مسلمان نہ ہو۔ اپنی نگاہوں کو حیادار بنائیں۔

کل الحوادث مبدھا من النظر

و معظم النار من مستصغر الشرر

والمراء مادام ذاعین یقلبھا

فی المین العین موقوف علی النظر

(چھوٹی چھوٹی انگاریوں سے الاؤ جلتے ہیں اور سب خرابیوں کی جڑ نظر ہے جو خوب صورت عورتوں کو دیکھتا رہتا ہے تباہی کے کنارے ہر وقت کھڑا رہتا ہے ایک تیر جو کمان سے چلتا ہے تو کمان نظر آتی ہے مگر نظر ایسا تیر ہے جس میں کمان نظر نہیں آتی)